AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Al-Misbah, **Vol. 3, No. 3**(2023),1-12
https://almisbah.info/

صوفیائے کرام کی سلاطینِ برصغیر کی اصلاح کی کاوشیں اور ان کے اثرات

THE EFFORTS OF SUFIS TO REFORM THE SULTANS OF THE SUBCONTINENT AND THEIR EFFECTS

[*]Faiza Parveen
[**]Dr. Asim Iqbal

ABSTRACT

Sufis are the special servants of Allah Almighty, whose main purpose is to purify the people from the vices of morals and make them bow down to the one and only God. These chosen servants of God made great efforts for the propagation of the religion of Islam and social reform in every era and every region. In the Indian subcontinent, these servants of God maintained their relations with the common people as well as the kings and the ministers of the time. Wherever these servants of God saw any error or innovation, they would without fear or danger get ready to correct it. In the minds of these sufis, the saying of the Holy Prophet ﷺ was always present in which He ﷺ declared: saying the word of truth to the oppressor as the best jihad. The relationship between the Sufis and the Kings of the subcontinent was not merely a traditional style, but the practical measures for the reformation of the kings and ministers and the development of their religious thoughts and feelings had a great influence on the blessings of these sufis. The Sufis also taught and trained the kings, Rulers and ministers in a different way from their ordinary fallowers and emphasized on the service of God's creation and the establishment of justice. In this paper, it has been researched that what were the nature and objectives of Sufis relations with the kings and Rulers of the subcontinent. What were the effects of the teachings of Sufi and Mashaikh on them? What kind of changes took place in the political system in different periods due to the Sufis? In the light of the results obtained through the analytical method of research, suggestions and recommendations have been compiled regarding how the reformation of the Sufis can be adopted in the modern era.

Key words: *Sufis, Sufis of subcontinent, Kings and Rulers, reforms, effects.*

[*] M.PhilScholar, Departmentof Islamic Studies,Mohi-Ud-Din IslamicUniversity Nerian AJK
[**] Assistant Professor, DIS,Mohi-Ud-Din Islamic University Nerian AJK

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

ا۔ تمہید:

صوفیائے کرام وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کا بنیادی مقصد انسانیت کی اصلاح کرنا اور ان کو اخلاقی لحاظ سے اعلیٰ مقام تک پہنچانا ہے۔ صوفیاء کرام نے ہر دور میں معاشرتی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔ برصغیر پاک وہند میں انھوں نے عام عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین پر بھی اپنے گہرے نقوش ثبت کیے اور ان کے لیے بھی اپنی اصلاحی کاوشوں کو جاری رکھا۔ سلاطین نے بھی ہمیشہ صوفیاء کی تعظیم کی اور ان کی عزت و احترام میں سر تسلیم خم رکھا۔ یہ صوفیاء کرام اور سلاطین کے درمیان باہمی روابط کا ثمر تھا کہ سلاطین نے ہمیشہ قرآن و سنت کی اتباع پر زور دیا اور قوانین شریعت کو عملی طور پر نافذ کیا یہی بنیادی وجہ تھی کہ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں نے طویل عرصے تک حکومت کی اور طول و عرض میں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑھ دیئے۔

۲۔ ہندوستان میں صوفیاء کی آمد:

ہندوستان پر مسلمانوں کے حملے کے ساتھ ہی صوفیاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ صوفیاء کرام سب سے پہلے سندھ اور ملتان میں تشریف لائے۔ لاہور صوفیاء کرام کا اہم مرکز بنا۔ کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ برصغیر میں تشریف لانے والے پہلے صوفی بزرگ شیخ ابو علی السندھی تھے جو آٹھویں صدی عیسوی میں سندھ آئے۔ ان کے بعد محمود غزنوی کے دور میں تقریباً ۱۰۰۵ء میں شیخ اسماعیل لاہوری ،لاہور تشریف لائے[۱]۔ ان کی آمد کے ساتھ ہی لاہور میں علماء اور صوفیاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کی فتح کی مہم ابھی جاری تھی کہ اسی دوران حضرت داتا گنج بخش نے لاہور میں آکر دین اسلام کی اشاعت کا کام شروع کر دیا بعد میں انھوں نے اپنے فریضے کی انجام دہی کے لیے لاہور کو مرکز ٹھہرایا۔ شیخ علی ہجویری نے تصوف کے احیاء اور فروغ کے لیے بے شمار کتابیں لکھیں۔ جن میں کشف الاسرار، کشف المحجوب اور منہاج الدین تصوف کا نا قابل فراموش سرمایہ ہیں۔ یہ کتابیں اس وقت لکھیں گئیں جب ابن العربی کی فصوص الحکم اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف ابھی تحریر نہیں کی گئی تھیں۔ مشہور صوفی سلطان سخی سرور حضرت داتا گنج بخش کے بعد لاہور تشریف لائے۔ ان کی وفات ۱۱۸۱ء میں ہوئی اور پنجاب کے شاہ کوٹ میں دفن کیا گیا۔[۲]

خواجہ معین الدین چشتی کا دورانیہ ۱۲۲۹۔۱۱۳۵ء ہے آپ نے اجمیر کو اپنا مرکز بنایا اسی لیے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے نام سے مشہور ہوئے آپ کی تعلیمات کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے آپ نے غیر انسانی حرکات سے متاثر معاشرے کو انسانیت پر مبنی باوقار زندگی جینے کا موقع فراہم کیا۔

حضرت قطب الدین الدین بختیار کا کی اوشی جب ملتان تشریف لائے تو وہاں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد بالآخر دہلی کوچ کر گئے۔ حضرت بہاؤالدین ذکریہ نے ملتان میں اور حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری نے اُچ میں قیام فرمایا۔ اسی شہر میں حضرت امیر

خسرو، حسن علاء بجری اور صوفی شعر عراقی بھی تشریف لائے۔ ان کے شعر و نغمے نے ملتان کی فضا کو اپنے حسار میں لے لیا۔ حضرت بابا فرید کی روح پرور شاعری نے اس سر زمین میں معرفت کے بیج بو دیئے۔[۳]

دیگر صوفیاء کرام جو برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے ان میں شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، اور شیخ شہاب الدین سہروردی شامل ہیں ان صوفیاء کرام نے اپنے ولایت کے کام کو جاری رکھنے کے لیے بہت سے خلفاء کو تیار کیا جنھوں نے ان کے بعد بھی ان کے کام کو جاری رکھا۔

۳۔ صوفیاء کرام اور سلاطین وقت:

برصغیر کے سلاطین صوفیاء کرام کے زیر اثر رہے جس کے بہت سے شواہد تاریخ سے ملتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے کہ شہاب الدین غوری خواجہ معین الدین چشتی ہی کی دعوت پر ہندوستان آیا۔ مشائخ اور سلاطین کا آپس میں ربط قائم رہا جس نے اس وقت کے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے مختلف سلاطین نے مختلف صوفیاء کرام کی عقیدت اختیار کی اور ان کی تعلیمات کو اختیار کرتے ہوئے نہ صرف اپنی ذاتی زندگی کو بدلا بلکہ اس کا اثر امور سلطنت پر بھی پڑا۔ ذیل میں چند مشائخ اور سلاطین کے باہمی روابط پر مختصر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

3.1۔ ایلتمش اور صوفیاء کرام:

ایلتمش نے حضرت قطب الدین بختار کاکی کی مریدی اختیار کی۔ وہ اکثر رات کو ان کے حضور حاضر ہوتا اور ان کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے پاؤں بھی دابتا۔ ایلتمش کا صوفیاء کے ساتھ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب حضرت جلال الدین تبریزی دہلی تشریف لائے تو اس نے جوش و خروش کے ساتھ دہلی سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔ اور جب قاضی قطب الدین کاشانی اس کے دربار میں تشریف لائے تو ایلتمش نے انھیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اسی طرح قاضی حمید الدین کا استقبال اپنے دربار میں تخت سے اتر کر کیا اور کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر وہ ان کے قدموں میں گر گیا۔[۴]

3.2۔ بلبن اور صوفیاء کرام:

بلبن شاہانہ شوکت و عظمت کا مالک تھا لیکن اس کے باوجود وہ صوفیائے کرام کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ وہ برکت کے حصول کے لیے بلا تکلف ان کے گھروں میں جاتا۔ بلبن شیخ علی چشت کا بہت گرویدہ تھا۔ جب چشت سے کچھ لوگ ان کو لینے آئے تو وہ ان کے قدموں میں گر گیا اور انھیں چشت جانے سے روک لیا۔

3.3۔ خلجی سلاطین اور صوفیاء کرام:

جلال الدین خلجی نے حضرت بو علی قلندر پانی پتی کی مریدی اختیار کی۔ علاؤ الدین خلجی کچھ وجوہات کی بنا پر خواجہ نظام الدین اولیا ؒ سے ملاقات نہ کر سکا لیکن اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو ان کے حلقہ ارادت میں دے دیا۔ جب اس کے سامنے حضرت خواجہ کی مجلس سماع

کے اشعار سنائے جاتے تو وہ عزت واحترام کی وجہ سے ان کو اپنی آنکھوں سے لگاتا اور انھیں بار بار پڑھتا۔ جبکہ قطب الدین مبارک خلجی ضیاء الدین رومیؒ کا مرید تھا۔

3.4۔ سلطان محمد تغلق اور صوفیاء:

سلطان محمد تغلق حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے پوتے حضرت شیخ علاؤالدین کا مرید تھا۔ اس نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒء کے جنازے کو کندھا دیا اور پھر ان کے روضۂ مبارک کی تعمیر کروائی۔ مشہور صوفیاء کرام حضرت شرف الدین یحیٰ منیریؒ اور شیخ رکن الدین ملتانیؒ کی خانقاہیں بھی اسی نے تعمیر کروائیں۔

3.5۔ مغلیہ سلاطین اور مشائخ عظام:

3.4.1۔ بابر نے حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ کے آستانے پر خود حاضری دی۔ حضرت گنگوہیؒ نے ایک مکتوب بابر کا نام لکھا جس میں انھوں نے اسے چند نصیحتیں کیں۔ کہ وہ عدل کو قائم کرے، نماز باجماعت ادا کرے، اوامر ونواہی کی پابندی کرے اور علماء کو اپنا دوست بنائے۔

4.2 .3۔ اکبر کی شیخ سلیم چشتی سے عقیدت اس کی زندگی کا اہم جز رہی۔ ان ہی کے لیے اس نے فتح پور سیکری کو تمام شہروں کا سر تاج بنا دیا۔ اس کو جب کبھی اپنی مصروفیات سے وقت مل جاتا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے آستانے پر حاضر ہوتا۔ حضرت خواجہ سے اس کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ وہ میدانِ جنگ میں برکت کے حصول کے لیے یا معین کا نعرہ بھی لگاتا۔

3.4.3۔ جہانگیر کو کچھ دنوں تک حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اختلاف رہا لیکن جب اس کی غلط فہمی دور ہوئی تو وہ حضرت مجدد کا بہت گرویدہ ہو گیا۔ بہادر شاہ ظفر نے شاہ فخر الدین دہلوی سے بیعت کرتے ہوئے ان کی مریدی اختیار کی۔

4۔ سلاطین کی صوفیاء سے عقیدت کے اسباب:

سلاطین کا صوفیاء کرام سے عقیدت کا سلسلہ برصغیر پاک وہند میں رواج پاتا رہا۔ مختلف سلاطین نے اپنے دور کے صوفیاء کرام کی تعظیم کی اور ان کی مذہبی اور روحانی تعلیمات سے استفادہ کرتے رہے۔ صوفیاء نے اپنے روح پرور طریقوں سے سلاطین پر گہرے اثرات مرتب کیے تاہم سلاطین کے ان صوفیاء کرام کے آستانوں پر جھکنے کے کئی اسباب تھے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ خواص وعوام میں صوفیاء کرام کی مقبولیت

۲۔ علماء کی سخت گیریاں

۳۔ روحانی مقام ومرتبہ

4.1۔خواص وعوام میں صوفیاء کرام کی مقبولیت:

مسلمانوں کے ابتدائی دور میں برصغیر پاک وہند میں اتنے عظیم اور جلیل القدر صوفیاء گزرے کہ عوام وخواص دونوں ہی کے دل ان کے گرویدہ رہے۔ سلاطین کے درباروں میں عجم کا حسن طبیعت دکھائی دیتا تو ان بوریہ نشینوں کی خانقاہوں میں عرب کا سوز دروں ملتا تھا۔ ان کا علمِ لاہوتی اور حکمتِ ملکوتی سے لوگوں کے درد دور ہوتے جہاں اللہ نے انھیں شبنم بن کر جگر لالہ میں ٹھنڈک پہنچانے کا ملکہ عطا کیا تھا وہاں طوفاں بن کر دلوں کو دہلا دینے کی صفت بھی خاص انھیں کی تھی۔ انھوں نے دکھی اور راہ سے بھٹک جانے والی انسانیت کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ تزکیہ نفس ان کا اصل شعار تھا۔ دنیا کی ستم ظریفی سہنے کے بعد جب لوگ ان آستانوں پر آتے تو عجیب سکون اور اطمینان محسوس کرتے۔ اسی لیے وہ عوام وخواص میں برابر مقبول رہے۔ یہی وجہ تھی کہ سلاطین نے بھی ان کا دامن پکڑنے میں کبھی جھجک محسوس نہیں کی اور وہ صوفیاء کرام کی صحبت اور تعلیمات سے فیض پاتے رہے۔[۵]

4.2۔علماء کی سخت گیریاں:

بعض سلاطین جب علماء کی سخت گیریوں سے گھبرا جاتے تو ان کو صوفیاء کرام کے روحانی دامن میں پناہ ملتی۔ علماء کرام ظواہر کی پابندی پر زور دیتے جب کہ صوفیاء ظواہر کی پابندی میں سختی سے کام لینے کی بجائے سلاطین میں اسلام کی علاقی اور باطنی روح پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ جس کا فائدہ لاشعوری طور پر حکومت اور سلطنت کو پہنچتا۔

ایلتمش جو کہ ایک دین دار بادشاہ تھا اس کے دربار میں مولانا سید نورالدین مبارک غزنوی نے یہ وعظ کہنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہ کی کہ بادشاہوں کی زندگی کے لوازم جیسا کہ ان کا کھانا پینا پہننا اوڑھنا اور سواری وغیرہ تمام چیزیں دین محمد ﷺ کے خلاف ہیں۔ اس کے برعکس حضرت بختیار کاکیؒ نے ایلتمش کی شاہانہ زندگی کو تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے اس کو پارسائی، غم خواری دین، تزکیہ نفس، عدل پروری اور خدمت خلق کی تعلیم دیتے رہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن اپنے دربار کی ظاہری نمود و نمائش میں عجمی فرمانرواؤں کی تقلید کرتا تھا جو کہ مشرکانہ رنگ میں رنگا ہوا تھا لیکن وہ اپنے دور کے تمام اکابر صوفیاء سے فیض حاصل کرتا تھا اس کی درباری زندگی جیسی بھی تھی لیکن اس کو حمیت اسلام اور شعائر اسلام کا بڑا خیال رہا۔ اس کی وفات کے بعد صوفیاء کرام اسے نہایت عزت واحترام سے یاد کرتے اور اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ، طاب اللہ ثراہ اور انار اللہ برہانہ بھی کہتے جو کہ عام طور پر صلحاء اور اخیار کے نام کے ساتھ استعمال کیا جاتا تھا۔

فیروز شاہ تغلق حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کا مرید تھا وہ ان سے روحانی اور مذہبی فیض حاصل کرتا رہا لیکن اس اس کے دربار میں شبِ برات کا تہوار پوری ہندوستانی روایت کے مطابق منایا جاتا۔ آتش بازی، طبلہ بجانا، اور مشعلیں روشن کرنا اس تقریب کے بنیادی لوازم ہوتے۔ مگر حضرت مخدوم جہانیاں نے سلطان کو اس شاہانہ تقریب کو ختم کرنے پر کبھی قائل نہ کیا۔[۶]

صوفیاء کرام کی سلاطین کی زندگیوں کے ظاہری امور میں سختی نہ برتنے کی بنیادی وجہ صوفیاء کی توجہ کا ظاہر کے بجائے باطن کی اصلاح پر مرکوز ہونا تھا۔

4.3۔ روحانی مقام و مرتبہ:

صوفیاء کرام روحانی لحاظ سے بلند مقام و مرتبہ پر فائز تھے۔ دنیاوی دولت اور جاہ و جلال ان کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ وہ انسانیت کی فلاح و اصلاح کی ہمیشہ تگ و دو کرتے۔ ان کے اندر علم و حلم اور پیار و محبت کی صفات اعلیٰ درجات پر تھیں۔ اسی لیے ان معتقدین میں اضافہ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ سلاطین وقت بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور جابجا ان کے حلقہِ ارادت میں داخل ہوتے رہے۔

5۔ صوفیاء کرام کی سلاطین کی اصلاح کی کاوشیں:

5.1۔ سلاطین کے باطل عقائد و نظریات کی اصلاح:

صوفیاء کرام نے ہر دور میں سلاطین کے ساتھ ساتھ امراء اور وزیروں کی اصلاح کی کوششوں کو جاری رکھا۔ انھیں جہاں بھی کوئی خرافت و بدعت یا خرابی نظر آتی وہ اس کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہو جاتے، خلیق احمد نظامی جنہوں نے تاریخ ہند اور صوفیائے کرام کے حوالے سے تحقیق کا حق ادا کیا اور ایک مستند محقق کے طور پر سامنے آئے، وہ سلاطین دہلی کے مذہبی افکار وعقائد پر صوفیاء کرام و مشائخِ عظام کے اثرات کے ضمن میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "سلاطین کے مذہبی افکار پر مشائخ کے اثرات بھی فراموش نہیں کیے جاسکتے ان بزرگوں نے اپنی خاموش زندگی اور بے لوث خدمتِ خلق سے عوام و خواص سب ہی کو متاثر کیا تھا۔"[۷]

برصغیر کے اکثر سلاطین نے اسلامی طرز حکومت کو فروغ دیا اور ایسے قوانین کو نافذ کیا جس سے دین اسلام کو اس خطے میں تقویت حاصل ہوئی ان کے اس طرز عمل کی ایک بڑی وجہ صوفیاء کرام کی ان کے لیے اصلاحی کاوشیں تھیں خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

> "مسلم سوسائٹی کے بعض اہم عناصر اپنے اپنے مخصوص انداز میں بادشاہوں کو ہدایات دیتے رہتے تھے۔ کوئی رمز و کنایہ میں بات کہتا، کوئی کہانیوں کے ذریعے اور کوئی شاعرانہ انداز میں۔ امیر خسرو ہمیشہ دربار سے متعلق رہے لیکن بادشاہوں کو نصیحتیں کرنے اور ان کی کمزوریوں کو آگاہ کرنے میں انھوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔"[۸]

5.2۔ سلاطین میں باطل عقائد کے جنم لینے کی وجوہات:

ہندوستان ایک ایسا خطہ ارض تھا جہاں بہت سی اقوام ایک ساتھ زندگی گزار رہی تھیں جن میں مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی شامل تھے، ان تمام اقوام کی زندگیوں اور طرز معاشرت کا ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا ایک قدرتی عمل تھا لیکن اس کے باوجود بھی مسلمانوں نے اپنی مذہبی اقدار و روایات، اصول و قوانین، عقائد و نظریات سے روگردانی نہیں کی اور اپنے منفرد تشخص کو برقرار رکھا۔ تاہم

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ کچھ مسلمان حکمرانوں نے دوسرے مذاہب کے لوگوں بالخصوص ہندووں کے ساتھ بے جا الفت ومحبت کا مظاہرہ کیا اور امور سلطنت میں انھیں بڑے عہدوں سے نوازا۔ مسلمان سلاطین کی ان کے ساتھ بے جا ہمدردی اور نظام سلطنت میں غیر مسلموں کی دخل اندازی کی وجہ سے امراء اور سلاطین اپنی دینی اور سماجی تہذیب سے دور ہونے لگے اور ان پر دوسری اقوام، خاص طور پر ہندوؤں کی دینی تہذیب کے اثرات ظاہر ہونے لگے مسلمان سلاطین میں ہندو تہذیب سے سب سے زیادہ متاثر ہونا والا سلطان "اکبر" تھا۔ اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین جاری کیا جو کہ ہندو امراء اور وزراء کے امور سلطنت میں بے جا دخل اندازی کا ثمر تھا۔ ایسے حالات حضرت مجدد الف ثانی ایک مسیحا کر طور پر ابھرے۔ انھوں نے اس دور میں جنم لینے والی خرافات وبدعات اور باطل عقائد و نظریات کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ ان کی اصلاح کی سر توڑ کوششیں بھی کیں۔ ذیل کی سطور میں حضرت مجدد کی کاوشوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے

5.3۔ حضرت مجدد الف ثانی کی سلاطین کی اصلاح کی کوششیں:

بر صغیر پاک وہند میں صوفیاء کرام کی بدولت نہ صرف بہت سے امراء اور وزراء بلکہ سلاطین کے طرزِ فکر و عمل میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی۔ اس سلسلے میں دیگر صوفیاء کرام کے علاوہ حضرت مجدد کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اکبر و جہانگیر کے دور میں جن خرافات اور بدعات نے جنم لیا حضرت مجدد نے اپنی دانش و حکمت اور بر وقت اصلاحی کاوشوں کے ذریعے ان کا خاتمہ کیا۔ موصوف کے مقاصد اصلاح کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبد الحق رقمطراز ہیں:

> "شیخ مجدد کے کام کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا انداز ہوتا کہ ان کا اصل مقصد الحاد اور غلط طریقوں پر تنقید کرنا۔ وحی، نبوت اور شریعتِ محمدی ﷺ میں از سرِ نو یقین راسخ پیدا کرنا، نافرمانیوں اور بدعات و خرآفات کو مٹانا اچھائیوں، نیکیوں اور اتباع سنت کا احیا کرنا اور اسلام مخالف عناصر اور قوتوں کے خلاف جہاد اور اسلامی اداروں کا قیام تھا۔"[۹]

5.4۔ حضرت مجدد اور علمائے وقت:

اکبر کے دور میں جن غیر دینی خرافات نے جنم لیا ان کے پیچھے علماء وقت کا ہاتھ تھا۔ عام عوام کے ساتھ ساتھ حکمران بھی ان کے زیرِ اثر تھے حکومتی معاملات میں بھی ان علماء کا عمل دخل شامل تھا ان درباری علماء میں ابو الفضل، میر فتح اللہ شیرازی، ملا مبارک ناگوری اور شریف عملی کے نام سرِ فہرست ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ دوسرے علماء بھی تھے جنہوں نے ہندی فلسفہ اور یونانی فلسفہ پڑھا ہوا تھا، علماء کا یہ طبقہ وحی نبوت کی معقولیت پر اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ کی ضرورت کا انکاری تھا۔ ایسے حالات پر قابو پانے کے لیے حضرت مجدد میدان میں اترے انھوں نے نہ صرف ایسے علماء کی اصلاح کی بلکہ الحاد وبدعت کی اس یلغار کا حملہ کرنے کے لیے ایک

معرکۃ الآرا کتاب "اثبات النبوۃ" تصنیف کی۔ جس میں انھوں نے بڑے مدلل انداز میں نبوت کی ضرورت واہمیت، الہام وکشف، دعویٰ نبوت پر یقین رکھنے کی وجوہات کو بیان کیا۔

5.5۔ جانشینِ مجدّد خواجہ معصوم کی سلاطین کی اصلاحی کاوش:

خواجہ محمد معصوم حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ حضرت مجدد نے آپ کی تربیت بطور خاص فرمائی۔ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ آپ کے قریبی تعلقات اور خط وکتابت تھی۔ پروفیسر محمد اسلم، صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے حکمرانوں کی اصلاح کے لیے استوار کیے گئے تعلقات اور ان کے اثرات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "اورنگزیب اپنے غفوان شباب میں ہی حضرت مجدّد الف ثانی کی تعلیمات سے متاثر ہو چکا تھا اور اس نے آپؒ کے جانشین خواجہ محمد معصومؒ (متوفی ۱۰۸۰ھ) کے ساتھ تعلقات قائم کر لیے تھے۔ زمانہ شہزادگی میں اس کی خطوکتابت اکثر خواجہ صاحب سے رہتی تھی۔ خواجہ صاحب کے مکتوبات میں ایسے مکاتیب موجود ہیں جو شہزادہ دین پناہ کے نام سے لکھے گئے تھے"[۱]

حضرت خواجہ معصوم نے ایک خط میں اورنگ زیب کو جہاد شروع کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک گھڑی کی جہاد حرمِ مکرم میں حجرِ اسود کے پاس لیلۃ القدر کے قیام سے افضل ہے۔

یوں خواجہ صاحب اپنے خطوط اور ملاقات کے ذریعے شہزادہ دین پناہ کی تربیت فرماتے رہے جس کا اثر اس کے دور بادشاہت میں ابھر کر سامنے آیا۔ وہ خود ایک دینی ذوق کا حامل انسان تھا اور اس نے اپنے دورِ اقتدار میں دین اسلام کو فروغ دینے کے لیے عملی اقدامات کیے۔ اور پچھلے ادوار میں دین میں جو بدعات وخرافات شامل ہو چکی تھیں ان کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی۔

6۔ سلاطین پر صوفیاء کرام کے اثرات:

صوفیائے کرام اور سلاطین کی پیری مریدی محض رسمی اور روایتی نہیں رہی اور نہ ہی سلاطین بے مقصد صوفیاء کرام کے آستانوں پر جھکے رہے۔ سلاطین اور صوفیاء کرام کے درمیان روحانی وابستگی ہر دور میں قائم رہی جسکے مثبت اثرات سلاطین کی نجی اور حکومتی زندگی میں ظاہر ہوتے رہے۔ سلاطین کے مذہبی خیالات کی نشوونما میں ان بزرگوں کے فیوض وبرکات کا بڑا دخل ہے۔ برصغیر میں نظام سلطنت کو سنبھالنے والے جن سلاطین پر صوفیاء کرام نے اپنے اثرات مرتب کیے ان کا ذکر ذیل کی سطور میں کیا جائے گا۔

6.1۔ شمس الدین ایلتمش پر صوفیاء کرام کے اثرات:

شمس الدین ایلتمش حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کا مرید تھا۔ ان کی مریدی میں رہ کر وہ ویسا ہی حکمران ثابت ہوا جیسا اسے ہونا چاہیے تھا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ وہ راتوں کو جاگتا، کسی نے اس کو سوتے نہیں دیکھا، وہ ہمیشہ نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتا، اگر وہ سو

جاتا تو بیدار ہو جاتا، اٹھ کر وضو کرتا اور مصلے پر جابیٹھتا، اس نے عصر کی سنتیں کبھی قضا نہیں کی۔ انھیں خصائص کی بنا پر اسے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کی نمازے جنازہ پڑھانا نصیب ہوئی۔ عصامی نے فتوح السلاطین میں اس کو صاحبِ ولایت باعساہ، صاحبِ شرع فرماں روا، خسرو دین پناہ، خسرو پاک دین اور خوش نفس جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنے ملفوظات میں اس کا ذکر نہایت الفت و محبت اور عزت و احترام سے کیا ہے بلکہ وہ اس کے بعض اقوال کو بطور نصیحت اپنے مریدوں کو سنایا کرتے تھے۔ ایلتمش خواجہ بختیار کاکی کے استاد اور گہرے دوست قاضی حمید الدین ناگوری کی محفل سماع میں ان کے مریدوں کا ساتھ حاضر ہوا کرتا تھا[۱۱]۔ سلطان ایلتمش اس وقت کے تمام صوفیاء کی تعظیم کرتا اور ان سب کو بہت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

6.2۔ سلطان ناصر الدین محمود پر صوفیاء کرام کے اثرات:

ناصر الدین محمود سلطان ایلتمش کا صاحبزادہ تھا اپنے باپ کی طرح اسے بھی صوفیاء سے بے حد عقیدت تھی وہ حضرت بابا فرید گنج شکر کا مرید تھا اور ان کی بہت تعظیم کرتا۔ وہ حضرت بابا فرید گنج شکر کا ہم زلف بھی تھا اس لیے بھی اس نے ان بہت استفادہ کیا۔ اس کے رسول اللہ سے محبت، لینت، مرّوت، اور دوسرے اوصاف حمیدہ کے قصے بہت مشہور ہیں۔ اس نے اپنی بائیس برس کی حکومت میں درویشانہ شان کو برقرار رکھا۔ مختلف تاریخ دانوں نے لکھا کہ اس سلطان کے عجیب و غریب قصے خلفائے راشدین کے حالاتِ زندگی سے ملتے جلتے تھے۔ وہ زیادہ تر وقت نماز، تلاوت قرآن، ذکر اللہ وار شب بیداری میں گزارتا۔ [۱۲] حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے اس کے نام کے نام کے ساتھ انار اللہ برہانہ اور رحمت اللہ علیہ جیسے الفاظ استعمال کیے۔

6.3۔ غیاث الدین بلبن پر صوفیاء کرام کے اثرات:

غیاث الدین بلبن جن صوفیاء کا معتقد تھا ان میں حضرت شیخ علی چشتیؒ، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ شامل ہیں مولانہ ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں ان ہی صوفیاء کی صحبت کا اثر تھا کہ بلبن عبادت، ریاضت، روزے، نفل اور شب بیداری میں غیر معمولی اہتمام کرتا اشراق چاشت اوابین اور تہجد کی پابندی کرتا، نماز باجماعت کا خصوصی اہتمام کرتا، خواہ کوئی موسم ہو تارات کو ضرور جاگتا، ہمیشہ باوضو رہتا، وظائف کا کثرت سے اہتمام کرتا۔ مشائخ میں سے کوئی رحلت فرما جاتا تو ان کے جنازے میں شرکت کرتا، پھر ان کے سوئم میں شرکت کرتا۔ [۱۳]

6.4۔ سلطان جلال الدین خلجی پر مشائخ عظام کے اثرات:

جلال الدین خلجی حضرت بو علی قلندر کا عقیدت مند تھا۔ وہ نہ صرف اپنے شیخ بلکہ اس دور کے باقی تمام صوفیاء کا بھی دل سے احترام کرتا تھا۔ یہ صوفیاء ہی کی صحبت کا اثر تھا کہ اس میں غیر معمولی حلم، خدا ترسی، لینت و نرمی جیسی صفات اعلیٰ موجود تھیں۔ مولانہ ضیاء الدین کا بیان ہے کہ ایسا حلیم، کریم اور خدا ترس بادشاہ کوئی اور نہیں ہوا۔

6.5۔ سلطان علاؤالدین خلجی پر صوفیاء کرام کے اثرات:

علاؤالدین خلجی کسی کا مرید تو نہ تھا لیکن حضرت نظام الدین اولیاء سے بے انتہا عقیدت کا حامل تھا اس نے بہت بار شیخ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن شیخ نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ وہ ہر وقت اس کے لیے دعا گو رہتے ہیں۔ امیر احسن سنجری نے اس کو اپنے اشعار میں دین پرور، دین پناہ اور اسلام پرور وغیرہ کے القابات سے یاد کرتے ہیں عصامی نے بھی اسے شاہِ دین پرور لکھا۔[14]

6.6۔ سلطان محمد تغلق پر صوفیاء کے اثرات:

مولانا ضیاء الدین برنی اگرچہ سلطان محمد تغلق کے بہت بڑے ناقد تھے لیکن وہ بھی اس بات کہ تسلیم کرتا تھا کہ سلطان کے کردار میں دو خاص باتیں تھیں خدا کی بندگی اور بڑوں کی نیاز مندی۔ نیاز مندی سے مراد یہ ہے کہ درویشوں اور بزرگوں کی صحبت کا بڑا گرویدہ رہا اور ان کی برابر سرپرستی بھی کرتا رہا اس کی بہت خواہش رہی کہ صوفیاء اور علماء اس سے حکومتی نظام سنوارنے میں اس کی مدد کریں۔ شمس الدین سراج عفیف نے لکھا کہ فیروز شاہ تغلق اپنے پورے دور حکومت میں اولیاء کرام کی برابر متابعت کرتا رہا۔

علماء اور مشائخ سے اس کا ربط قائم رہتا اور وہ اس کے دربار میں بھی موجود رہتے اس لیے اسے ہمیشہ مکروہ اور حرام اشیاء کا علم رہتا تھا۔ یہ علماء کے فیض کا اثر تھا اس میں ہمیشہ شریعت و سنت کی اتباع کی خواہش رہی۔

6.7۔ سکندر لودھی پر صوفیاء کے اثرات:

سکندر لودھی نے حضرت سماء الدینؒ کی مریدی اختیار کی اور ان کے مرید شیخ جمالؒ کی صحبت سے برابر فیض یاب ہوتے رہے۔ ان صوفیاء نے سلطان کے فکر و عمل پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے۔ وہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا صبح ہونے سے تین گھنٹے پہلے جاگ جاتا، غسل کرتا تہجد کی نماز پڑھتا اور قرآن کے تین پارے کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر پڑھتا۔

6.8۔ مغلیہ سلاطین پر صوفیاء کے اثرات:

ہمایوں صوم و صلوۃ کا بہت پابند تھا اور حسنِ ادب کا یہاں تک خیال رکھتا کہ بے وضو اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیتا۔ **جہانگیر** کی رضاعی ماں حضرت سلیم چشتیؒ کی صاحبزادی تھیں اس لیے اس کا بچپن کا ماحول مذہبی تھا یہی وجہ تھی کی اکبر کی بے راہ روی کے باوجود اس میں غیرو حمیت کا جذبہ شدت سے موجود رہا۔ اسی لیے آخیر میں وہ حضرت مجدد الف ثانی کا معتقد ہو گیا اور حضرت مجدد کی ایمانی حرارت اور جہانگیر کی مذہبی غیرت کے تعاون سے اسلام کی شمع جو اکبر کے دور میں ماند پڑ گئی تھی وہ پھر سے منور ہو گئی۔[15]

شاہ جہاں بچپن ہی میں حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہِ ارادت میں داخل ہو گیا تھا اس لیے اس کی مذہبیت بھی حضرت مجدد کے فیض کا ثمر تھی۔ وہ مولانا شہباز بھاگل پوری کا معتقد تھا انھوں نے اس کے بادشاہ بننے کی پیشن گوئی بھی کی لیکن اس کے بادشاہ بننے کے بعد انھوں نے اس سے ملاقات نہیں کی۔[16] اورنگ زیب عالمگیر کو تو مجددی تحریک کا سب سے بڑا علمبردار سمجھنا چاہیے۔

درجہ بالا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ صوفیاء کرام نے سلاطین برصغیر پر نہ صرف فکری سطح پر انقلاب برپا کیا بلکہ عملی طور پر بھی ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔ جس کا براہ راست اثر سلطنت کے امور اور عوام پر پڑا۔ سلاطین اپنے وقت کے تقریباً تمام صوفیاء سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اور ہمیشہ ان کی عزت و احترام کا اہتمام کرتے۔ صوفیاء کرام نے اپنے کردار و عمل اور اپنی تعلیمات کے ذریعے سلاطین کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ناقابل فراموش اثرات مرتب کیے۔ یہ ان صوفیاء کرام کی صحبت کا اثر تھا کہ سلاطین نے اپنے ادوار میں نہ صرف خود قرآن و سنت کی اتباع کی بلکہ عوام الناس کے لیے بھی اسے ضروری قرار دیا اور شریعت کے نفاذ کے لیے عملی اقدامات کیے۔ انھیں اقدامات کی وجہ سے مسلمانوں نے برصغیر پر تقریباایک ہزار برس حکومت کی۔

نتائج البحث:

اس تحقیق سے درجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

- صوفیائے کرام نے ہر دور میں عوام و خواص دونوں پر اپنے اثرات مرتب کیے عام عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین بھی ان کے معتقد رہے اور ان ہستیوں سے برابر فیض حاصل کرتے رہے
- ہندوستان میں صوفیاء کرام کی آمد مسلمانوں کے برصغیر پر حملوں کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی تاہم صوفیاء کرام سب سے پہلے سندھ اور ملتان میں تشریف لائے۔ اس کے بعد صوفیاء کی آمد کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔
- برصغیر کے سلاطین صوفیاء کرام کے آستانوں پر ہمیشہ سے جھکتے رہے سلطان ایلتمش سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک تمام سلاطین اپنے دور کے مشائخ عظام سے وابستہ رہے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔
- سلاطین کی صوفیاء سے عقیدت کے مختلف اسباب تھے جن میں صوفیاء کرام کی خواص و عوام میں مقبولیت اور علماء کی سخت گیریاں زیادہ اہم عوامل تھے۔ یہی عوامل سلاطین کی صوفیاء سے عقیدت کا سبب بنے۔
- صوفیاء کرام مشائخ عظام نے ہر دور میں عام عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین کی اصلاح کی کاوشوں و جاری رکھا انھیں جہاں کہیں بھی کوئی خرابی یا خرافت و بدعت نظر آتی وہ اس کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہو جاتے۔
- صوفیاء کرام نے نہ صرف سلاطین کے باطل عقائد کی اصلاح کی بلکہ ان کے غیر شریعی اقدامات کی راہ میں حائل ہو کر انھیں اتباع شریعت و سنت کی طرف راغب کرنے کے اقدامات بھی کیے۔
- حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر و جہانگیر کے دور میں جنم لینے والی خرافات اور بدعات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جہانگیر کے بعد کے ادوار میں ان خرافات و بدعات پر قابو پانے میں اس کی مدد کی۔

حواشی وحوالہ جات

[۱]۔ شیخ محمد اکرم، آب کوثر، (اردو) دہلی، (۱۹۹۱)، ص ۴۷

[۲]۔ محولہ بالا، ص ۷۶

[۳]۔ محمد غوث گوالیاری، جواہر خمسہ، ص ۷۹

[۴]۔ صباح الدین عبد الرحمٰن، ہندوستان کے سلاطین علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۰ء) ص ۱۰۲

[۵]۔ محولہ بالا، ص ۱۰۶

[۶]۔ محولہ بالا، ص ۱۰۵

[۷]۔ نظامی، خلیق احمد، سلاطین دہلی مذہبی رجحانات، (دہلی: الجمعیہ پریس، ۱۹۵۸ء)، ص ۲۳

[۸]۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ص ۲۷

[۹]۔ انصاری، محمد عبد الحق، تصوف و شریعت، مترجم: محمد مشتاق تجاروی، (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۰۸ء)، ج ا ص ۳۹

[۱۰]۔ محمد اسلم، پروفیسر، تاریخی مقالات، (لاہور: بک ٹاک، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۸۹

[۱۱]۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ص ۱۲۱

[۱۲]۔ ہندوستان کے سلاطین علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، ص ۱۰۷

[۱۳]۔ ایضاً

[۱۴]۔ محولہ بالا، ص ۱۰۸

۱۵۔ محولہ بالا، ص ۱۱۰

[۱۶]۔ رئیس احمد جعفری، انوارِ اولیاء کامل، (نئی دہلی: ۱۹۸۶) ص ۴۳۰